وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ
اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے۔

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

137

دفتر ماہنامہ "رضوان" لکھنؤ

R. No 2416/57

L/W NP

MONTHLY RIZWAN LUCKNOW India

ماہنامہ رضوان

۲۷ گوئن روڈ لکھنؤ

13

زادِ سفر

یعنی

احادیث صحیحہ کا مجموعہ

امام نوویؒ شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب

"ریاض الصالحین" کا عام فہم ترجمہ

ضروری حواشی و تشریحی عنوانات کے ساتھ

حدیث شریف کا ایک چھوٹا سفری کتاب خانہ اور منزل آخرت کا

بہترین زادِ سفر

Price 13-50

MAKTABA-E-ISLAM
Gwynne Road Lucknow

only cover printed at Sarkar press Aminabad Lucknow

APRIL 1978

بیادگار راحۃ اللہ تسنیم

مُسلم خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد (۲۲) مئی ۱۹۷۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ نمبر (۵)

مدیر ——— معاونین

محمد ثانی حسنی

امامہ حسنی میمونہ حسنی

قیمت فی پرچہ .... ایک روپیہ

سالانہ چندہ .... دس روپیہ

ممالکِ غیر بشمول پاکستان .... ڈیڑھ پاونڈ

ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

(پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ)

جناب سید حسین حسنی دی، اے، ۴/۲ ناظم آباد کراچی پاکستان

تذکرہ

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

یہ کتاب چودھویں صدی ہجری کے مشہور مقبول بزرگ اور عالم، اویس زمانہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۸ھ ۱۳۱۳ھ) کے سوانح حیات، حالات وکمالات اور ارشادات وملفوظات پر مشتمل ہے۔

کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ حضرت مولانا کی صحبت میں بیٹھا ہوا ہے اور درد و محبت کی وہ آنچ اس کو بھی محسوس ہو رہی ہے جو مولانا کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔

وہ حضرات جو درد و محبت کے جویا اور اہلِ یقین کے طالب ہیں، ان کے لیے یہ کتاب بیش قیمت تحفہ ہے۔

——— قیمت ———

مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

کیا ـــــ اور ـــــ کہاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .... محمد ثانی حسنی ۳

قرآن آپ سے مخاطب ہے .... محمد الحسنی ۵

حدیث کی روشنی میں .... اَمۃ اللہ تسنیم ۸

مناجات .... محمد ثانی حسنی ۱۰

اکابر کی تواضع .... حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ۱۲

مسرفانہ تقریبات .... مولانا سید ابوالحسن ندوی ۱۴

رحمت اللعالمین .... مولانا ظفر علی خاں ۱۷

صحابہ اور عشق نبیؐ .... مولانا عبداللہ عباس ندوی ۱۸

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا ... از عقیلہ رافع عثمانی بی اے ... ۲۱

اللہ کا دل سے نام تو لے .... حبیب احمد حامی ناروی ... ۲۵

ایک حیرت انگیز واقعہ .... ہارون رشید ۲۶

رجب کی فضیلت .... از رضوانہ حسنی ۲۸

دسترخوان .... شگفتہ احمد ۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد ثانی حسنی

آپ تھوڑی دیر کے لئے اپنی معاشرت اپنے رہن سہن اپنے عادات واطوار اپنے معاملات، اپنی عبادت اور اپنی گفتگو پر نظر ڈالئے اور پھر اپنے ماحول اور سوسائٹی، اپنے گھر اور باہر کی زندگی کا جائزہ لیجئے اور دیکھئے کہ ان میں کتنا حصہ خواہش نفسانی کے تحت ہے اور کتنا خدا کی رضا اور شریعت اسلامی کے مطابق! اللہ کا حکم کیا ہے؟ اور ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہماری آپ کی زبانوں سے دن رات کیا کلمات نکلتے ہیں۔ کتنوں کی غیبت ہوتی ہے کتنوں کی چغلخوری کتنوں کے دلوں کو ٹھیس پہونچتی ہے۔ ہمارے رہن سہن میں عادات واطوار میں قدم قدم پر غیر اسلامی طریقہ کی حکمرانی ہے۔ ہمارا ماحول خالص غیر دینی ہے، بے حیائی اور بداخلاقی کا بول بالا ہے آپ جدھر نظر ڈالئے فلمی تصاویر آویزاں نظر آئیں گی، لاؤڈ اسپیکروں سے گندے فلمی گانے آپ کے اور ہمارے کانوں میں گونج پیدا کریں گے، چلتے پھرتے انسانوں سے منکرات اور خواہش سرزد ہوتے نظر آئیں گے اور ہم آپ مجبور ہوں گے کہ ان کو دیکھیں اور سنیں، اس طرح کا ایک سیلاب ہے جو رواں دواں ہے اس کی موجیں پہاڑوں کی مانند اٹھ اٹھ کر ہمارے اخلاق، عادات واطوار کو ڈبونے کو تیار رہتی ہیں یہ ایک ایسا طوفان ہے جو ہماری ساری زندگی تہس نہس کرنے پر تلا ہے اور ہمارا آپ کا حال یہ ہو کہ

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

یہ طوفان خدا کی رحمتوں کو دور کرتا ہوا اس کے عذاب اور ارضی و سماوی آفات کو لا رہا ہے اور کوئی شخص مرد ہو یا عورت اس سے مانوس نہیں ہے دن کا چین اُڑ چکا ہے اور راحت و سکون ناپید ہو چکا ہے لیکن وہ لوگ حقیقی سکون سے ہمکنار ہیں اور انھیں کو آرام و راحت حاصل ہے اور وہی ان آفات سے محفوظ ہیں جو اپنی زندگی میں ہر ہر قدم پر اللہ و رسولؐ کے احکام کو پیش نظر رکھتے ہیں اور خدا کی یاد میں زندگی گزار رہے ہیں اور اپنے قول و عمل سے حسب ذیل شعر پر عمل پیرا ہیں

میرا تو ہی ہے مالک میں ہوں غلام تیرا
دل میں ہے یاد تیری لب پر ہے نام تیرا

حقیقی سکون حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ زبان خدا و رسولؐ کی یاد میں تر رہے غلط باتیں زبان سے نہ نکلیں معاشرت، عادات و اطوار میں اخلاق و حیا اور اتباع شریعت کا پاس رکھا جائے اور منکرات و فواحش کو مٹانے کی پوری کوشش کی جائے اور گھر گھر اخلاقی و دینی کتابیں و رسالے پہونچائے جائیں ۔

ایمان کو طاقت اور روح کو قوت پہونچانے والی کتاب

سیرت سید احمد شہیدؒ

جو ایک عرصہ سے نایاب تھی اہم ترین اضافہ کے ساتھ پھر دستیاب ہے
چکنا کاغذ، اعلےٰ کتابت، آفسٹ کی طباعت دیدہ زیب گرد پوش
قیمت حصہ اول ۲۰ روپے — دونوں جلدیں ایک ساتھ منگوانے پر
قیمت حصہ دوم ۲۰ روپے — محصول ڈاک معاف

مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

سلسلۂ ایمانیات

محمد الحسنی

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذلکم من شئ سبحانہ وتعالےٰ عما یشرکون (سورہ روم)

(ترجمہ) وہ اللہ جس نے تم کو پیدا کیا، پھر تم کو رزق دیا، پھر تم کو موت دیگا، پھر تم کو زندہ فرمائیگا، کیا ان میں سے کوئی جن کو تم اس کا شریک ٹھیراتے ہو کوئی ایک چیز بھی کر سکتا ہے، پاک ہے وہ اور بلند و برتر ہے اس سے جو وہ شریک ٹھیراتے ہیں۔

سورہ روم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمانیات کے سلسلہ میں ایک اہم پہلو کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور انسان کی فطرت سلیم کو مخاطب کیا ہے اس میں چار بنیادی چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک پیدائش یعنی انسان کا عدم سے وجود میں آنا دوسرے اس کے رزق و روزی کا سامان تیسرے موت اور چوتھے زندہ کیا جانا۔

اس کے بعد کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جس کے قبضۂ قدرت میں مکمل طور پر یہ چاروں چیزیں ہیں، اب تم بتاؤ کہ ان معبودان باطل کے ہاتھ میں جس کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے۔ کیا ان میں سے ایک چیز پر بھی وہ قادر ہیں۔

سورۂ روم کی اس آیت سے کچھ قبل ہی فطرت انسانی کا ذکر کیا ہے۔

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ — اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔

- - - - - - - - - -

اس میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان کی فطرت ایک ہے اور صحیح وسلیم ہے۔ اس کے اندر حق کی قبولیت کا مادہ ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے عجز و نیاز و بندگی اس کے خمیر میں شامل ہے اس مقدمہ کے بعد تاریخ انسانی کا سب سے بڑا چیلنج پیش کیا گیا ہے۔ کہ بتاؤ وہ قادر مطلق، خالق و رازق، مارنے والا اور جلانے والا خدا بندگی و اطاعت کے لائق ہے یا وہ جن کو تم نے خدا کا شریک بنایا ہے؟

اگر انسان کی فطرت مسخ نہیں ہوئی ہے، اور گناہوں پر اصرار، عناد و سرکشی اور تمسخر و استہزاء نے اس کے دل میں مہر نہیں لگادی ہے تو وہ بے ساختہ اللہ تعالےٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیگا یہ اس کی فطرت کی پکار ہوگی، اور اس کے جذبۂ بندگی کی تسلی!

یہ وہ موقع ہے جہاں کسی لفظی دلیل اور بحث و مباحثہ اور تبادلہ خیال کا مسئلہ ہی پیدا نہیں ہوتا!

انسان کا پیدا کرنے والا اپنی مخلوق اپنے عاجز و لاچار بندے سے جو کسی عارضی غفلت اور گمراہی کی وجہ سے راستے سے بھٹک گیا ہے اور شرک کی ظلمت میں پھنس گیا ہے۔ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس بات کو خود سوچے اور دیکھے کہ وہ اپنے ساتھ کتنا بڑا ظلم کر رہا ہے:

فطرت کی یہ سلامتی دراصل وہ عہد ہے جو تخلیق انسانیت کے وقت تمام انبیاء کرام میں کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا الست بربکم؟ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، قالوا بلیٰ، سب نے کہا ہاں! یہ فطرت دنیا کے ہر انسان میں ہے۔ اسی کی تشریح حدیث شریف میں اس طرح آئی ہے کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ، ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا ہوتا ہے فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ پھر بعد میں اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں، نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں، یہ سب والدین کی تعلیم و تربیت اور ماحول کے اثرات و اتباع کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔

آئت بالا میں جن باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ایسی کھلی ہوئی ہیں کہ جاہل سے جاہل آدمی اور کم سے کم عقل رکھنے والا بھی ان کو محسوس کرتا اور سمجھتا ہے،

اسے ضرور پڑھئے

ہمارے حضورؐ از امۃ اللہ تسنیم۔ بچوں کے لئے آسان زبان میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ آسان و دلنشین زبان میں نہایت دلچسپ انداز میں۔ قیمت مجلد ۴ روپے

حسنِ معاشرت از مخدومہ خیر النساء بہتر۔ بچیوں اور عورتوں کے لئے خانہ داری کی تعلیم دینے والی بہترین کتاب، قیمت ۱/۸۰

کلید باب رحمت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی مرتب مرکردہ مناجاتیں جو ان کی والدہ مخدومہ خیر النساء بہتر کی زبان فیض ترجمان سے نکلی درد و اثر میں ڈوبی ہوئی کتاب، قیمت ۵/۰

مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

حدیث کی روشنی میں

امۃ اللہ تسنیم مرحومہ

اہل توکل کا قول

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام جب آگ میں ڈالے گئے تو کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگوں نے کہا تمھارے لئے بڑا سامان اور تیاری کی ہے ان سے ڈرو تو ان کا ایمان زیادہ ہو گیا انھوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل

حضرت ابن عباس رضؓ سے ایک روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا دوسرا قول حسبی اللہ نعم الوکیل بھی تھا۔

اللہ پر بھروسہ کی مثال

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ غزوۂ نجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ چلے تو دن کے آرام کا وقت ایسی وادی میں ہوا جس میں ببول کے درخت بہت تھے ہم لوگ درختوں کے نیچے سایہ لینے کے لئے الگ ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ببول کے درخت کے نیچے اترے اپنی تلوار ایک ڈال میں لٹکا دی، ہم سب سو گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو پکار رہے ہیں اور ایک دیہاتی آپ کے پاس کھڑا ہے، آپ نے فرمایا اس نے میری تلوار مجھ پر کھینچ لی اور میں سو رہا تھا، جب میں جاگا تو تلوار اس کے ہاتھ میں تھی، اس نے کہا کہ آپ کی حفاظت کون کریگا،

میں نے تین مرتبہ اللہ کہا، اس کو سزا نہیں دی اور بیٹھ گیا۔

ایک اور روایت میں ہے حضرت جابرؓ نے کہا کہ ہم ذات الرقاع میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم لوگ درختوں میں سایہ لینے کے لئے الگ ہو گئے اور ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا۔ ایک مشرک آدمی آیا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار پیڑ سے لٹکی تھی، اس نے آپ پر تلوار کھینچ لی۔ اور کہا مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، کہا کون آپؐ کی حفاظت کرے گا، آپؐ نے فرمایا اللہ، بس تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور آپ نے اٹھالی آپ نے فرمایا، تیری حفاظت کون کریگا کہا آپ بہتر لینے والے بنئے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم کہتے ہو اشہد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ کہا یہ تو نہیں، مگر اس کا عہد کرتا ہوں کہ نہ آپ کے ساتھ جنگ کرونگا اور نہ جنگ کرنے والوں کے ساتھ شریک ہوں گا۔ آپؐ نے اس کو چھوڑ دیا وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور بولا کہ میں سب سے بہتر کے پاس سے آیا ہوں۔

مصیبت گناہوں کا کفارہ ہے

حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو جو مصیبت پہونچتی ہے خواہ وہ کسی قسم کی ہو، بیماری ہو، رنج ہو، غم ہو، حتیٰ کہ اسے ایک کانٹا بھی چبھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ (بخاری مسلم)

منافق کی تین نشانیاں

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے پورا نہ کرے، جب امانت رکھی جائے خیانت کرے (بخاری و مسلم)

لہ یہ عرب کا محاورہ ہے کہ ہمیں امید ہے کہ آپ ہم پر کرم فرمائیں گے۔

مناجات

محمد ثانی حسنی

خداوندا میں سرتاپا خطا ہوں — اسیر پنجۂ حرص و ہوا ہوں
حقیر و خاکسار و بے نوا ہوں — برا ہوں پر ترے در کا گدا ہوں

الٰہی لا تعذبنی فانی
مقر بالذی قد کان منی

الٰہی تو رحیم بے کساں ہے — الٰہی تیری رحمت بیکراں ہے
الٰہی تو ہی خلاقِ جہاں ہے — الٰہی تجھ پہ قرباں دل ہم جاں ہے

الٰہی لا تعذبنی فانی
مقر بالذی قد کان منی

نہیں خواہش مجھے جاہ و حشم کی — طلب مجھ کو نہیں دام و درم کی
ضرورت ہے ترے عفو و کرم کی — ترے عفو و کرم بے کیف و کم کی

الٰہی لا تعذبنی فانی
مقر بالذی قد کان منی

اسیرِ دام ہوں جرم و خطا کا — ہے کیا کہنا ترے لطف و عطا کا
الٰہی عبدک العاصی اتاکا — مقراً بالذنوب قد دعاکا

الٰہی لا تعذبنی فانی
مقر بالذی قد کان منی

الٰہی مجھ پہ رحمت کی نظر کر — مرے عیبوں سے یارب درگزر کر
شب تاریک دل میں تو سحر کر — کرم گستر ہے تو اور بندہ پرور

الٰہی لا تعذبنی فانی
مقر بالذی قد کان منی

سوا تیرے نہیں ہے کوئی میرا — ہے میری جان تیری دل بھی تیرا
سیہ بختی نے آکے دل کو گھیرا — گناہوں کا ہے سایہ اُف گھنیرا

الٰہی لا تعذبنی فانی
مقر بالذی قد کان منی

بقا تجھ کو ہے حاصل میں ہوں فانی — ترے قبضے میں میری زندگانی
ندامت سے ہوں یارب پانی پانی — خدایا میں ہوں تیرا بندہ ثانی

الٰہی لا تعذبنی فانی
مقر بالذی قد کان منی

اکابر کی تواضع

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من تواضع للہ رفعہ اللہ" جس نے اللہ کے لئے تواضع اختیار کی اللہ نے اس کو بلندی عطا کی۔ جن حضرات میں جتنی بھی تواضع پائی اتنی ہی زیادہ ان میں رفعت آنکھوں سے دیکھی۔

حضرت گنگوہی قدس سرہ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولانا فخر الدین چشتی اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تینوں کا ایک زمانہ تھا اور تینوں حضرات دہلی میں تشریف رکھتے تھے، ایک شخص نے چاہا کہ تینوں حضرات ایک شہر میں موجود ہیں ان کا امتحان لینا چاہئے کہ کس کا مرتبہ بڑا ہے، یہ شخص اول شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت کل کو آپ کی میرے یہاں دعوت ہے قبول فرمادیں اور ۹ بجے دن کو غریب خانہ پر تشریف لائیں۔ میرے بلانے کے منتظر نہ رہیں شاہ صاحبؒ نے فرمایا بہت اچھا اس کے بعد وہ شخص مولانا فخر الدین چشتی کی خدمت میں پہونچکر عرض کیا کہ ساڑھے نو بجے میرے بلائے بغیر مکان پر تشریف لا دیں اور ماحضر تناول فرمائیں یہاں سے اٹھ کر یہ شخص مرزا مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ کاروبار کے سبب حاضر خدمت نہ ہو سکوں گا پورے دس بجے دن کو غریب خانہ

پر تشریف لائیں۔ تینوں حضرات نے دعوت قبول فرمائی اور اگلے روز ٹھیک وقت مقررہ پر اس شخص کے مکان پر پہونچ گئے، اول نو بجے شاہ صاحبؒ تشریف لائے اور اس شخص نے ان کو ایک مکان میں بٹھایا، پھر چلا گیا، ساڑھے نو بجے مولانا تشریف لائے، ان کو دوسرے مکان میں بٹھایا، پھر دس بجے مرزا صاحبؒ تشریف لائے ان کو تیسرے مکان میں بٹھایا، غرض تینوں حضرات علیحدہ علیحدہ مکان میں بٹھائے گئے ایک کو دوسرے کی اطلاع نہیں ہوئی، جب تینوں حضرات بیٹھ لئے تو یہ شخص پانی لے کر آیا ہاتھ دھلائے اور یہ کہکر چلا گیا کہ ابھی کھانا لے کر حاضر ہوتا ہوں، کئی گھنٹے گزر گئے اس شخص نے خبر نہ لی، آکر یہ بھی نہ دیکھا کہ کون گیا اور کون بیٹھا ہے، جب ظہر کا وقت قریب آ گیا تو اول شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرمندہ صورت بنا کر کہنے لگا حضرت کیا کہوں، گھر میں تکلیف ہوگئی اس لئے کھانے کا انتظام نہ ہو سکا دو پیسے نذر کئے اور کہا ان کو قبول فرمائیے۔ شاہ صاحبؒ نے خوشی سے لے لئے اور فرمایا کیا مضائقہ ہے بھائی گھروں میں اکثر ایسا ہو ہی جاتا ہے شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ فرما کر چل دیئے۔ پھر یہ شخص مولانا فخر الدین صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی کہا جو وہاں کہا تھا اور دو پیسے نذر کئے، مولانا نے فرمایا بھائی فکر کی کیا بات ہے، اکثر گھروں میں ایسے قصے پیش آجایا کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر نہایت خندہ پیشانی سے تعظیم کے ساتھ رومال پھیلا دیا دو پیسے کی نذر قبول فرمائی اور رومال میں باندھ کر روانہ ہوگئے، دونوں کو روانہ کر کے یہ شخص حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں پہنچا اور وہی عذر بیان کر کے دو پیسے نذر کئے، مرزا صاحبؒ نے پیسے اٹھا کر جیب میں ڈال لئے اور پیشانی پر بل ڈال کر کچھ مضائقہ نہیں مگر پھر ہمیں ایسی تکلیف نہ دیجیو، یہ فرما کر تشریف لے گئے۔

مسرفانہ تقریبات

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

ایک اہم چیز جو عالم غیب میں بھی بڑا اثر رکھتی ہے اور ملی و اجتماعی زندگی میں بھی اس کے اثرات بڑے وسیع اور دور رس ہیں وہ مسلمانوں کا اپنے ذاتی معاملات اور اپنی دلچسپی کے دائرہ میں اسراف و فضول خرچی، شہرت و عزت کے حصول یا رسم و رواج کی پابندی میں بے دریغ روپیہ خرچ کرنا ہے اور اپنے پڑوسیوں اور عزیزوں اور ملت کے دوسرے افراد کے فقر و فاقہ، اضطرار و اضطراب اور ان کے افسوسناک حالات سے چشم پوشی اور بے حسی ہے جس میں کم سے کم انقلاب کے بعد مسلمان اس ملک میں مبتلا ہو گئے ہیں، فقہ و فتاویٰ، محتاط و محدود زبان اور حلال و حرام کے متعین حدود و احکام میں خواہ اس کے لئے حرمت کا کوئی صریح فتویٰ اور لرزہ خیز لفظ نہ ملے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ صورتحال اللہ تعالیٰ کی حکیم و عادل ذات اور ربوبیت اور رحمتِ عامہ کی حفاظت کے لئے غضب اور سخت ناپسندیدگی کا باعث ہو کہ ایسے ماحول اور زمانہ میں جہاں ایک کثیر تعداد نان شبینہ کی محتاج ہو، جاں بلب مریض دوا اور برہنہ تن شریف مرد اور عورتیں ستر پوشی سے محروم ہوں، کہیں کسی بیوہ کے چولھے پر اور کہیں کسی غریب کے جھونپڑے میں دیا نہ ہو، ایک ایک دعوت اور ایک ......ایک ایک تقریب میں سیکڑوں اور ہزاروں روپیہ بے دریغ خرچ کیا جائے۔

شریعت کی روح دین کے مزاج اور انسانی و اخلاقی نقطۂ نظر سے کسی طرح اس کا جواز نہیں نکل سکتا کہ جب ہزاروں لاکھوں افراد کی زندگی کی بنیادی ضرورتیں پوری نہ ہو رہی ہوں، لاکھوں آدمیوں کو قوت لایموت حاصل نہ ہو رہی ہو اور وہ جسم و جان کا رشتہ بھی قائم نہ رکھ سکتے ہوں، ملت کے لاکھوں بچے فیس اور کتابوں اور ضروری مصارف کے نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہوں، ہزاروں ادارے جو ملت کے لئے روح کا حکم رکھتے ہیں، اور بیسیوں منصوبے جن کی تکمیل کے بغیر اس ملت کا وجود مشکوک اور اس کا مستقبل تاریک ہے اس حال میں ہمارے اہل ثروت، تجارت اور ذی حیثیت لوگ اپنی اولاد کی شادیوں، خوشی کی تقریبوں اور رسومات کی تکمیل میں پانی کی طرح روپیہ بہائیں، اس زمانہ میں بہت تغزات و انقلابات اور علم و ترقی کے باوجود مسرفانہ و شاہانہ شادیوں اور تقریبوں کا رواج بند نہیں ہوا البتہ بعض جگہ انہوں نے جدید ... اختیار کر لیا ہے اور سیاسی مصالح و مقاصد بھی کہیں کہیں ان سے وابستہ ہو گئے ہیں اور آج بھی ہماری بہت سی برادریوں، تجارت پیشہ حلقوں اور عمائد شہر میں تقریبات پر جو انسانی ضرورت اور دینی فریضہ بھی ہے دل کھول کر اور جان پر کھیل کر روپیہ خرچ کرنے کا رواج ہے، ان میں سے بہت سے حضرات اپنی دوسری عملی زندگی میں دیندار اور صاحب خیر بھی ہیں، مگر انہوں نے اس شعبہ کو دین سے بالکل غیر متعلق سمجھ رکھا ہے اور اس میں اچھے اچھے لوگ اس آیت کے مصداق ہیں۔

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ	آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے۔
(الفرقان ۴۳)	
....	
بل قالوا انا وجدنا آباءنا علی	بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں

أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے راستہ چل رہے ہیں۔ (الزخرف ۲۲)

حقیقتاً اس سلسلے میں سخت قدم اٹھانے کی ضرورت ہے، ان فرائض و تقریبات کا تخیل و مفہوم یکسر بدلنے کی ضرورت ہے، اس کے خلاف اعلان جنگ اور اعلان بغاوت کی ضرورت ہے اس بات کو صاف طریقہ پر واضح کر دینے کی ضرورت ہے کہ یہ مسرفانہ تقریبات افراد کے لئے غضب الٰہی کا موجب اور ملت کے لئے وبال و ادبار کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحیم و حکیم ذات اور اس کی حکیمانہ شریعت ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتی کہ اس جھوٹے نام و نمود اور اس عارضی رونق و زینت یا کام و دہن کی فانی لذت پر وہ دولت صرف کیجائے جو سیکڑوں ضرورت مندوں کے کام آسکتی تھی۔

ایک مثالی واقعہ

ان کے سامنے یہ واقعہ آنا چاہئے کہ مدینہ منورہ کی محدود اور مختصر آبادی میں حضرت عبداللہ ابن عوف نکاح کرتے ہیں اور اس ذات گرامی کو اطلاع بھی نہیں ہوتی جس کی شرکت اور موجودگی ہر بزم کے لئے باعث فخر و زینت تھی خصوصاً ایک جلیل القدر صحابی اور مہاجر کے کاشانہ کا چراغ بجا طور پر تھی جس نے ابھی ابھی اس نئے شہر میں قدم رکھا تھا جس کے سارے تعلقات اسی مہاجر برادری سے قائم تھے یہ سب اسی ذات کے طفیل تھے جس سے ازدواجی زندگی کا یہ طریقہ اور اس کے یہ احکام معلوم ہوئے تھے۔ آج دور دراز کے عزیزوں اور دوستوں کو یہاں تک کہ ان ملکوں سے جہاں پاسپورٹ اور ویزا سے مدعو کیا جاتا ہے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کی شادی کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت ہوتی ہے جب ان کے کپڑوں پر خوشبو کا نشان ملاحظہ فرمایا جاتا ہے پوچھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے شادی کر لی، اس وقت ولیمہ کے لئے ہدایت ہوتی ہے

رحمت للعالمین ہو کر

مولانا ظفر علی خاں

وہ اٹھا خاک بطحا سے سعادت کا امیں ہو کر
علم بردار حق ہو کر سپہ سالار دیں ہو کر

عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت
وہ آیا لیکن آیا رحمۃ اللعالمیں ہو کر

خدا نے اسکو اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا تھا
چھنا ہے اس کا پرتو نور صبح اولیں ہو کر

خدا پر تھا یقیں پہلے ہی لیکن اسکا احسان ہے
کہ آنکھوں میں یقیں پھرنے لگا عین الیقیں ہو کر

اسی کا بے حساب احسان تھا ہم پر کہ صدیوں تک
رہا ہندوستاں اسلام کے زیر نگیں ہو کر

نہ نکلی کوئی بات اس کی زباں سے تا دم آخر
نہ نکلی ہو جو زیب نطق جبرئیل امیں ہو کر

خدا کی شان ہے رونق ہے موجودات عالم کی
وہ سب نبیوں کے بعد آیا مگر کیا کیا نہیں ہو کر

صحابہؓ اور عشق نبیؐ

مولانا عبداللہ عباس ندوی

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت و وابستگی حاصل دین ہے پیمانہ ایمان ہے اور اخلاص و صداقت کا معیار ہے۔ یہ تعلق جسقدر پختہ گہرا اور راسخ ہوگا، اسی درجہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، شریعت اسلامیہ سے وفاداری، عقیدہ توحید میں پختگی، اور ایمان میں ثابت قدمی نصیب ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے باپ اپنے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ کو محبوب نہ رکھے"۔

حق تعالیٰ شانہ کی وحدانیت پر ایمان، ذات و صفات میں اس کو ہر شبہ و مماثلت سے بری بلند و پاک سمجھنا اسی سے امید و خوف رکھنا اسلامی عقیدہ کا سنگ بنیاد ہے لیکن اس توحید خالص کی یافت اور اس عقیدہ کا زندگی کے تمام اعمال میں رچ بس جانا اسی وقت ممکن ہے جبکہ اس ارادہ کے ساتھ سالار کارواں ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل نصیب ہو اور جس اتباع کے بغیر کوئی بھی تعلق معتبر نہیں ہے۔

قرآن مجید میں آیا ہے:-

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

(اے رسول کہہ دیجئے، کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اور اگر تم ایسا کروگے، تو اللہ تعالیٰ تم کو پسند فرمائے گا۔)

لیکن وہ اتباع مصنوعی و بے جان ہوتی ہے جس کی بنیاد محبت اور شخصی وابستگی پر نہ ہو، ایسی اطاعت دیرپا نہیں ہوتی ایک خاص زمانہ تک کسی مجبوری کے تحت یا کسی وقتی امید کی بنیاد پر تو ممکن ہے مگر وہ اتباع جو زندگی کا شعار بن جائے دل چاہے یا نہ چاہے ہر حال میں قائم رہے مگر اس کے لئے محبت اور شخصی وابستگی ضروری ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیا تو اسی بات کا عہد کیا تھا کہ دل چاہے یا نہ چاہے ہم ہر حال میں آپؐ کی اتباع کریں گے۔

قرآن کریم کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے ان سے زیادہ توحید کی حقیقت سمجھنے والا کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا! انھوں نے اس عقیدے کے لئے جان و مال، اولاد، عزت، گھر بار سب کچھ قربان کیا تھا ان کا عقیدہ نفی موشگافیوں کا رہین منت نہیں تھا منطقی داؤں پیچ وہ نہیں جانتے تھے الفاظ و اصطلاحات کی پیدا کردہ الجھنوں سے وہ آزاد تھے۔ ان حضرات نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک پیغام رساں نہیں سمجھا تھا جس کا کام صرف اس قدر ہو کہ وہ پیغام پہونچا کر بری الذمہ ہوجائے، بلکہ وہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبتوں کا مرکز سمجھتے تھے حضور کی ذات سے جو ان کو شیفتگی تھی اس کی ایک جھلک عروہ ابن مسعود ثقفی سے ظاہر ہے جس کی حیثیت ایک رپورٹ کی سی تھی۔ ان کو صلح حدیبیہ سے پہلے قریش نے اپنا سفیر بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا

تھا اور ہدایت کی تھی کہ مسلمانوں کی حالت غور سے دیکھیں اور قوم کو آکر بتائیں۔

عروہ نے واپس آکر بیان دیا۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو وضو کے بچے ہوئے پانی پر صحابہ یوں گرے پڑتے ہیں گویا اب لڑ پڑیں گے، حضور اکرم کے دامن مبارک سے جو شے نکلتی ہے اس کو زمین پر گرنے نہیں دیتے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر روک لیا جاتا ہے جسے وہ سر پر مل لیتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لئے سب دوڑ پڑتے ہیں حضور اکرم کچھ بولتے ہیں تو سب چُپ چاپ ہو جاتے ہیں، تعظیم کا یہ حال ہے کہ حضور اکرم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔"

لوگو! میں نے کسریٰ کا دربار بھی دیکھا ہے اور قیصر کا دربار بھی دیکھا ہے اور نجاشی کا دربار بھی دیکھا ہے مگر اصحاب محمدؐ جو تعظیم محمدؐ کی کرتے ہیں، وہ تو کسی بادشاہ کو خود اس کے دربار اور ملک میں بھی حاصل نہیں ہے۔"

حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مجھے کوئی پیارا نہ تھا مگر میرے دل میں حضور اکرمؐ کا جلال اسقدر تھا کہ میں آنکھ بھر کر حضور کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمھاری محبت کیسی تھی۔؟ فرمایا بخدا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مال اور اولاد فرزند و مادر سے زیادہ محبوب تھے اور اس سے زیادہ ان کی طلب ہمارے دلوں میں تھی جتنی ایک پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی طلب ہوتی ہے۔

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا

از عقیلہ رافع عثمانی بی اے

خالق نے جس کو بڑے پیار سے خلق کیا۔ کیا کیا مراتب عطا کئے کن کن بلندیوں پر پہنچایا اللہ! اللہ! کیا رتبہ کیا عروج۔ آغوش نبیوں نے کلیلیں کیں۔

جس کے پیار بھرے بوسوں نے ممتا بن کر آدم خاکی کو روحانیت کے وہ درجات عطا کرائے جس سے ساری خدائی فیضیاب ہوئی۔ خاتون اوّل اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کی شکل میں اسلام کے پیغام پر لبیک کہنے والی پہلی عورت تھیں۔ اسلام پر قربان ہونے والی سب سے پہلی عورت تھیں جن کو آج بھی اور رہتی دنیا تک لوگ صحابیہ سمیہؓ کے نام سے یاد کریں گے۔ کیا یہ درجات جو عورت نے پائے ہیں ان پر ہمارا فخر بجا نہیں ہے؟

ڈاکوؤں کے نرغہ میں قافلہ گھر چکا تھا اور ہر مسافر لٹ چکا تھا ایک ننھا بچہ جو کہ خاموش کھڑا اس افراتفری کو دیکھ رہا ہے۔ وہ بھی [illegible] کا شکار ہوتا ہے اور اس کے معصوم ہونٹوں پر آتا ہے چالیس درہم میری صدری میں سلے ہیں۔ جھوٹ کو سچ پر اعتبار نہیں آتا لیکن حقیقت آشکارہ ہو کر رہتی ہے۔ سردار پوچھتا ہے تم سچ کیوں بولے جواب کیا ہی پیارا ہے میری ماں نے جھوٹ بولنے سے منع کیا تھا۔ سارا قافلہ ششدر تھا اور قزاق انتہائی شرمندہ جب ایک معصوم اپنی ماں کا کہنا اتنا مان سکتا ہے تو ہم اپنے خالق حقیقی کا کہنا کیوں نہیں مان پاتے۔ بگڑے دل راہ پر آجاتے ہیں۔ اور چشم زدن میں دنیا بدل جاتی ہے۔

تو یہ سب کچھ کیا تھا ایک اچھی ماں کی تربیت ایسی تربیت کہ بچہ بھی سچ کے سوا جھوٹ کیا ہے یہ کبھی نہ جان سکا۔ یہی جنس جس کی گود جس کی تربیت محبت و ایثار نے دنیا کو بڑی نعمتیں عطا کیں اور آج۔ وہ کیسی سستی بک رہی ہے۔

زمین کا گہرا گڑھا۔ عہد جہالت میں بچیوں کا زندہ مدفن تھا مگر ہمارے آقاؐ کا یہ کرم تھا کہ انھوں نے اس گڑھے کو پاٹ کر عورت کو اس کا وہ مقام دیا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں ۔

"دنیا کی چیزوں میں سے میرے لئے عورت اور خوشبو بنائی گئی ہے
اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز بنائی گئی ہے۔" (حدیث)

مگر افسوس، صد افسوس!! وہی بچی جوان ہو کر شوکیس کی زینت بنی ہے۔ کلبوں کی روح رواں ہے۔ ماڈل گرل بن کر کلنڈروں، رسائل اور اخبارات میں عریاں ناچ رہی ہے۔ جنس مخالف تو کیا خود اس کی ہم جنس یہ پوسٹر، یہ اشتہارات یہ تصاویر دیکھ کر محظوظ ہوتی ہیں۔

مادی دنیا ترقی کے آسمان پر ہے۔ راکٹ کا زمانہ، مشینی دور، انسان چاند پر پہنچ کر اپنی حقیقت بھول چکا ہے۔ اور عورت تو ترقی کے اس دور میں ہے جہاں سے اس کا پلٹنا ازبسکہ دشوار ہے۔ مقابلہ ہوتے ہیں طرح طرح کے حسن کے مقابلے بہ الفاظ دیگر جسم کے مقابلے عورت کے وقار اس کی نسائیت اس کی عصمت اور شرافت کو چوٹ پہونچانے والا اس سے بڑھ کر اور کون سا حملہ ہو سکتا ہے عورت کی سربازار نمائش کر کے اس کی شرم و حیا کو تار تار کر کے بےحیائی اور بےشرمی کا تاج پہنا کر نام دیا جاتا ہے "ملکہ حسن"۔

دل میں اک ہوک سی اٹھتی ہے۔ اور نمناک آنکھیں ایک ہی سوال کرتی ہیں کیا یہ وہی عورت ہے جس کو اسلام نے قعر مذلت سے نکالا تھا۔ جس کے دامن پر نماز پڑھنے کو فرشتے متمنی تھے۔ اور پھر آنکھیں چھلک اٹھتی ہیں۔ نہیں نہیں نہیں یہ وہ نہیں، یہ بشری کا پیکر کوئی اور ہے۔ مگر پھر ضمیر اندر سے جھنجھوڑ کر کہتا ہے حقیقت پر وہم کے پردے نہ ڈال کھلی آنکھوں سے سچ کو تلاش کر کے دیکھ ترقی کے اس دور کی چاند پر رواں دواں یہی وہ عورت ہے جس کے جسم کا ایک ایک عضو پکار پکار کے کہہ رہا ہے مجھے چھپا لو؟ مجھے ڈھک دو، غیر محرم کی نگاہوں سے مجروح ہو کر حیا خون کے آنسو رو رہی ہے مگر ان آنسوؤں کو پونچھنے والا کون ہے؟ اس ترقی کو روکنے والا کون ہے؟

کیا عورت پھر اپنا مقام پا سکتی ہے؟ وہ عورت جس کو صلحا دین نے ماں، بیٹی، بیوی کی شکل میں دیکھا تھا۔ جس عورت نے جہاد کے موقعوں پر برستے تیروں میان تڑپتی تلواروں کے درمیان چہروں پر نقاب ڈالے زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔ شہداء کے بہتے ہوئے لہو کو اپنے دامنوں میں سمو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا تھا۔ ایثار و قربانی کے جذبے سے سرشار اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا دینا ہی جس کا شیوہ تھا وہ عورت کہاں ہے جو خود فاقہ سے رہ کر بچوں کو تھپک تھپک کر سلا کے مہمانوں کو پیٹ بھر کھانا کھلا کر شکر رزاق بجا لاتی تھی۔ دل یہ کہتا ہے کہ وہ عورت مردہ نہیں ہوئی ہے ہاں وہ ترقی کی راہوں پر مادی دنیا کے ساتھ دیتے ہوئے اپنا سب کچھ کھو کر فیشن کے نشہ میں چور بہت تیز بھاگ رہی ہے اس کی آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھ سکتی ہے مگر ذہن۔ صحیح راستے کی نشاندہی نہیں کر پا رہا ہے۔ وہ بھٹکتی ہی چلی جا رہی ہے۔ جس راستہ کو وہ روشن اور جگمگاتا محسوس کر رہی ہے۔ وہ تاریک، پر پیچ اور بھٹکا دینے والا بن چکا ہے۔ دنیا کے ساتھ ساتھ عقبیٰ میں بھی جہنم جس کا ٹھکانہ ہے۔

یہ دنیا اس کی بنتی بگڑتی تصویر ہے جس میں عورت کا بڑا ہی اہم رول ہے کیوں کہ ایک بچی ہی آگے چل کر ماں کے روپ میں ڈھلتی ہے اور بچہ ماں کی گود سے وہ سیکھتا ہے جو اس کی ساری زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر ماں دیندار ہے تو اُس کا

لامحالہ اثر بچہ پر ہوگا اگر ماں ہی غلط راہ پر گامزن ہے تو ان بچوں کا کیا حشر ہوگا. جو اس کی آغوش میں پرورش پا رہے ہیں. اور پھر آئندہ نسل کیا ہوگی. کیا اس سے اچھی توقعات وابستہ کی جا سکتی ہیں. اس وقت تک حالات اور بگڑ چکے ہوں گے.

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رسد دیوار کج

میری عزیز بہنو! اتنا سب کچھ لکھنے کا مقصد اپنی جنس پر کیچڑ اچھالنا اس کو ذلیل کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنا نہیں ہے مقصد کچھ اور ہی ہے ہماری ہمجنس کو اپنی تذلیل جس کی دنیا بھی نہ بن سکی اور عقبیٰ بھی جہنم کی ہولناک آگ جس کی منتظر ہے اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹنے کو جی چاہتا ہے۔ نہ مانیں تو خوشامد سے لجاجت سے سمجھانے کی خواہش ہے، تم تو بگڑی ہو ان معصوموں نے تمھارا کیا بگاڑا ہے جن کو اپنی روش پر چلاتی ہو۔ مثل مشہور ہے ایک مچھلی سارے تال کو گندہ کرتی ہے ایک عورت کی ہتک سارے عالم کی عورتوں کی ہتک ہے۔

ہماری بہت سی بہنیں آج کل کی فیشن زدہ عورت کو دیکھ کر کڑھتی ضرور ہوں گی مگر آہ سرد بھر کر اللہ سے خاموش دعا کر کے رہ جاتی ہوں گی۔

اب وقت ہے ان کو جگانے کا جھنجھوڑ کر کسی صورت سے اس راہ سے دور کر دینے کا اور یہ کام آسان کام نہیں ہے اس کے لئے پوری طرح جہاد کرنے کی ضرورت ہے اور ہم کو آپ کو مل کر یہ عزم کرنا ہے کہ آج کی عورت کو ذلت کی پستیوں سے نکال کر عزت کے آسمان پر پہونچانا ہوگا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

(ڈاکٹر اقبالؒ)

اللہ کا دل سے نام تو لے

حبیب احمد حامیؔ ناوی

اے مردِ مسلماں ہوش میں آ ہمت سے ذرا کچھ کام تو لے
تو جامِ ہدایت پی پی کر اللہ کا اپنے نام تو لے

دنیا کی بھی مشکل حل ہوگی عقبیٰ کی بھی مشکل حل ہوگی
دربارِ رسالت میں جاکر دامانِ رسالت تھام تو لے

تو حق کی حمایت کرتا رہ، منھ مانگی مرادیں پاتا رہ
لے اپنے خدا سے محنت کی اُجرت نہ سہی انعام تو لے

دنیا کے لئے کب تک ہر سو آوارہ ہی پھرتا جائے گا
ایماں کی دلکش وادی میں کچھ دیر ٹھہر آرام تو لے

آجائے گی قوت بھی تجھ میں، دوڑے گا لہو اک اک رگ میں
باطل سے غلط ڈرنے والے اللہ کا دل سے نام تو لے

ہستی و عدم کے رازِ نہاں سب تجھ پہ عیاں ہو جائیں گے
ساقی کے مبارک ہاتھوں سے وحدت کا چھلکتا جام تو لے

تقدیر کا شکوہ شام و سحر زیبا نہیں تجھ کو اے حامیؔ
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے تو سعیِ عمل سے کام تو لے

Rip Van Winkle

ایک حیرت انگیز واقعہ

ہارون رشید صدیقی ایم اے

علاقہ جون پور کا ایک شریف جوان جب پریشان ہوا تو اہل وعیال کا انتظام کر کے گھوڑی کی سواری پر تلاش ملازمت میں دہلی کا سفر کیا۔ دو ایک منزلیں رہ گئی تھیں کہ زادِ راہ نہ رہا، ایک سرائے میں قیام کیا، سرائے کی مالکہ ایک شریف بوڑھی عورت تھی حسب قاعدہ اس نے معلوم کرایا کہ آپ کے لئے اور آپ کی سواری کے لئے کیا انتظام کیا جائے گا۔ مسافر نے کہا فی الحال ذرا دم لینے دیجئے بڑھیا تاڑ گئی اور شرافت پہچان گئی خصوصی معاملہ کیا، دو ایک روز قیام کے بعد مسافر روانہ ہوا۔ بڑھیا نے ایک رقم ہدیہ کرتے ہوئے کہا، بیٹا سوت کات کات کر اپنے کفن کے لئے جمع کیا تھا مگر اب تم اس کے زیادہ مستحق ہو جب اصرار ہوا تو شریف مسافر نے لجاجت کے ساتھ قبول کر لیا اور دہلی روانہ ہو گیا، افغانوں کا دور تھا سپاہی کی جگہ ملی، موٹر نہ ریل نہ عوامی ڈاک کا انتظام کئی سال گھر سے بے خبری میں گزارے، سپاہی کے درجہ سے ترقی ہوئی تو اونچا عہدہ ملا۔ ایک اچھی رقم جمع ہوئی اب گھر واپسی کا ارادہ ہوا۔ رقم کی ہنڈی (اس زمانہ کا ڈرافٹ سمجھئے) کرائی ایک قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اسی سرائے میں قیام کیا معلوم ہوا کہ شریف ضعیفہ آج ہی اللہ کو پیاری ہو گئیں، بڑا دکھ ہوا، تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے اصل بیٹوں کی اجازت لے کر ضعیفہ کو قبر میں اتارا۔ بعد تدفین سرائے آئے پچھلے وقت روانگی تھی، جب بیدار ہوئے سامان کا جائزہ لیا تو ہنڈی غائب تھی کئی برس کی کمائی جا چکی تھی بڑے متفکر ہوئے ساتھیوں کو اطلاع دی سب غور کرنے لگے معاً خیال قبر کی طرف گیا اور یقین سا ہو گیا کہ ہنڈی ضعیفہ کی قبر میں گر گئی، باہم مشورہ ہوا طے پایا کہ رات کا وقت ہے چلو چپکے سے قبر کھود کر ہنڈی نکال لیں چنانچہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہو گئے، قبر کھود ڈالی، ایک طرف جگہ کی اور قبر میں اتر گئے، اب تو عالم ہی دوسرا تھا۔ نہ ساتھیوں کی آواز نہ قبر کا نشان، ایک لق و دق میدان، سامنے ایک خوبصورت محل، نہ کوئی آدمی نہ آدم زاد، قدم بڑھائے، محل میں داخل ہوئے، اندر ایک روپہلے تخت پر گاؤ تکیہ لگائے بڑی بی جلوہ افروز تھیں، دیکھتے ہی انھوں نے ہاتھ بڑھایا اور ہنڈی دیتے ہوئے فرمایا، بیٹے جلدی جاؤ بہت دیر ہو چکی ہے، بات کی ہمت نہ تھی، حیران و پریشان تھے، حکم کی تعمیل کی، محل سے باہر ہوتے ہی محل غائب، چلتے چلتے بہت دور ایک گاؤں نظر آیا۔ معلوم کیا کیا گاؤں ہے، وہی گاؤں تھا مگر نہ اس طرح کے راستے ہیں نہ اس قسم کے مکانات۔ بڑا فرق ہے۔ سرائے معلوم کی، معلوم ہوا اس نام کی سرائے برسوں پہلے تھی ضعیفہ کے لڑکوں کا گھر پوچھا، لوگ بتا نہ سکے، بڑے بوڑھوں نے بتایا کہ میں نے اپنے دادا سے اس نام کے لوگوں کو سنا تھا، اب ان کی حیرانی کی حد نہ رہی، وطن روانہ ہوئے، گاؤں پہنچے، اپنے گھر کی جگہ دوسرا گھر تعمیر پایا۔ دریافت حال پر بوڑھوں سے معلوم ہوا کہ بزرگوں سے سنا گیا ہے کہ اس جگہ فلاں نام کے شخص کا مکان تھا، دہلی ملازمت کو گیا تھا۔ واپسی میں عجیب واقعہ ہوا، ایک قبر سے غائب ہو گیا اہل وعیال رنج و غم میں تباہ ہو گئے اور یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اب انھوں نے جو واقعہ سنایا اور ثبوت میں ہنڈی دکھلائی تو لوگ حیران رہ گئے، کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا، بعض علماء نے مشورہ دیا کہ یہ واقعہ دہلی میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو سنایا جائے شاید کچھ بتائیں، پھر دہلی کا سفر ہوا۔ شاہ صاحب کی خدمت

(باقی صفحہ ۳ پر)

رجب کی فضیلت

از۔ رضوانہ حسنی

مسند احمد میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا تھا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی مرکزیت پر آگیا ہے۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں جن میں ذیقعدہ ذی الحجہ، محرم اور رجب یہ چار مہینے حرمت و احترام والے ہیں پھر آپ نے تفصیل کے ساتھ بتلایا کہ یاد رکھو تمھارے مال اور تمھاری عزتیں آپس میں ایسی ہی حرمت والی ہیں جیسی حرمت اور عزت تمھارے اس دن کی۔ اس ماہ کی اور اس شہر کی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ ان مہینوں کی اس قدر عزت کرتے تھے کہ اگر ان کا کوئی جانی دشمن بھی ان ایام میں مل جاتا تو اس کو نہیں چھیڑتے تھے اسلام آنے پر بھی ان مہینوں کی عظمت، ویسے ہی برقرار رہی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگھوں پر ان کا ذکر کیا ہے۔ سورہ بقر میں ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے الشہر الحرام بالشہر الحرام حرمت کا مہینہ حرمت کے مہینے کے مقابل ہے یعنی عزت و حرمت کے جو مہینے پہلے تھے وہ اب بھی ہیں۔ کفار اس مہینے میں اگر لڑائی کرتے تھے تو مسلمان رک جاتے تھے اور ان مہینوں کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی جوابی کارروائی نہیں کرتے تھے مگر جب کفار نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کافر ان مہینوں کا ادب ملحوظ رکھیں تو تم بھی رکھو اور وہ ادب کو ترک کر کے ظلم پر اتر آویں تو بدلہ لینے میں دریغ نہ کرو۔

سورہ توبہ کے پانچویں رکوع میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان عدۃ الشہور .... الخ کہ اللہ نے بارہ مہینے بنائے جن میں چار حرمت و احترام والے ہیں، سو ان میں ظلم نہ کرو اور لڑو مشرکوں سے اگر وہ لڑتے ہیں۔

اس طرح قرآن مجید میں ان مہینوں کی حرمت رکھتے ہوئے یہ تاکید کرتا ہے کہ ان مہینوں میں لڑائی جھگڑے اور ظلم و تشدد سے اپنے آپ کو ہم محفوظ رکھیں اور اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرتے رہیں۔

انھیں مہینوں میں وہ بھی مہینہ ہے جسے ہم رجب کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اپنے مال و زر کا غلط استعمال کر کے اس کی عظمت کا اشتہار کرتے ہیں۔

ماہ رجب کی یہ رات ہمارے لئے بہت ہی عظمت و احترام کی رات ہے ہمیں چاہیے کہ اس رات کی ہم قدر کریں لیکن قدر کا یہ مطلب نہیں کہ رجبی کے نام پر زبردستی لوگوں سے چندے اکٹھے کئے جائیں اور شہر کو اور شہر کی مسجدوں کو برقی قمقموں اور کاغذی جھنڈیوں سے سجا کر دلہن بنا دیں اور فلمی ریکارڈ اور قوالیوں سے اس رات کا استقبال کریں۔

دیکھا یہ جاتا ہے کہ اس موقع پر ہزاروں روپے صرف کر دیئے جاتے ہیں اور سجاوٹ کے لئے مقابلہ ہوتا ہے اور بڑے بڑے انعامات مقرر ہوتے ہیں افسوس تو زیادہ تر اس بات کا ہے کہ سب ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے اس طرح اس موقع پر بہت سی عورتیں ہزاری روزہ بھی رکھتی ہیں جس کا قرآن و حدیث اور فقہ کی کتابوں میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ یہ سبھی چیزیں بدعت ہیں اور بدعتوں کے متعلق ارشاد ہے کہ حضور اکرمؐ روز محشر میں دیکھ کر فرمائیں گے۔ سحقاً سحقاً یعنی بدعتوں کو دور کرو دور کرو جہنم میں لیجاؤ۔ (بخاری)

اللہ جل جلالہٗ و عز و شانہٗ سے یہ دعا ہے کہ ہمیں اور ہماری تمام بہنوں کو اس قسم کی برائیوں سے بچائے اور سوچ سمجھ کر قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

دسترخوان

شگفتہ احمد

کیک بغیر گھی کا

سوجی دو سو پچاس گرام دودھ دو سو پچاس گرام انڈے دو عدد میوہ جات حسب مرضی و استطاعت۔

ترکیب:- انڈے اور شکر کو خوب حل کر لیجئے پھر اسی میں صاف کی ہوئی سوجی تھوڑی تھوڑی ڈالتی جائیے اور دودھ بھی۔ سب کو اچھی طرح پھینٹ لیجئے جب خوب حل ہو جائیں تو تھوڑا سا کھانے والا سوڈا ملا لیجئے اور میوہ جات ڈال دیجئے پھر ایک بھگونہ میں گھی لگا کر سارے محلول کو اس میں ڈال دیجئے۔ اور املی کے کوئلوں کی ہلکی آنچ پر بھگونہ لگا دیجئے، ڈھکن اچھی طرح بند کر دیجئے تھوڑی دیر بعد ڈھکن پر بھی جلتے ہوئے کوئلے رکھ دیجئے آنچ کا دھیان رکھیے نہ زیادہ ہو نہ کم جب اوپر سے بھی لال ہو جائے تو اتار کر دوسرے برتن میں پورا الٹ دیجئے یہ بغیر گھی کا کیک تیار ہو گیا۔ آپ کے بچوں کے لئے اچھا ناشتہ ثابت ہو گا۔

چاول کے انڈوں کا سالن

پکے ہوئے چاولوں کو پیس لیجئے تھوڑا بیسن بھون کر اس میں تھوڑا پانی ڈال کر چھوٹی چھوٹی گولیاں بنا لیجئے یہ آپ کے انڈوں کی زردی ہو گئی۔ پھر پسے ہوئے چاولوں کی

گولیاں اس طرح بنائیں کہ بیسن کی گولیاں ان کے درمیان میں ہوں پھر تھوڑا بیسن گھول کر اس میں چاول کے انڈوں کو لپیٹ کر تل لیجئے۔ اس کے بعد ہلدی دھنیا مرچ ادرک اور لہسن پیاز وغیرہ کا مسالہ پیس کر بھون لیجئے آلو ڈالنا چاہتی ہوں تو وہ بھی ڈال لیجئے نیز ٹماٹر بھی آلو جب گلنے پر آ جائیں تو یہ تلے ہوئے انڈے بھی ڈال دیجئے تھوڑی دیر بعد اتار لیجئے گرم مسالہ اور ہری دھنیا ڈال دیجئے انشاء اللہ سالن پسند آئے گا۔

پکے ہوئے چاول جب بچ رہتے ہیں اور باسی ہو جاتے ہیں تو کوئی نہیں پوچھتا اگر اس طرح کام میں لائے جائیں تو دوہرا فائدہ حاصل ہو چاول بھی سو آر ہو جائیں اور سالن بھی تیار ہو جائے۔

بقیہ --- ایک حیرت انگیز واقعہ

میں حاضر ہوئے۔ واقعہ بتایا۔ ہنڈی دکھائی جو افغانستان دور کی تھی مسافر کا عجب حال تھا۔ اہل و عیال پر کیسی گزری ہو گی۔ کیسے ان کو موت آئی ہو گی۔

ان خیالات سے دل پھٹا جا رہا تھا کسی طرح سکون نہ تھا سارا واقعہ سن کر شاہ صاحب نے فرمایا۔

اب تم کو یہاں سکون نہیں مل سکتا البتہ اگر مدینہ طیبہ پہونچ سکو تو سکون مل جائے گا۔

چنانچہ مسافر نے مدینہ طیبہ کا قصد کیا الحمد للہ زندگی اور وہاں پہونچ کر انہوں نے باقی میں زندگی گزار دی۔

مفید کتابیں

اسلام کیا ہے؟

از مولانا محمد منظور نعمانی

اسلام کی حقیقت اور اس کی تعلیم سے مسلمانوں کو واقف کرانے اور ان میں ایمانی روح اور زندگی پیدا کرنے کے لئے یہ کتاب خاص توجہ سے لکھی گئی ہے۔

قیمت ۴ روپے پچاس پیسے

عربی میں نعتیہ کلام

از مولانا عبداللہ عباس ندوی

عہد نبوی سے لیکر موجودہ دور کے مشاہیر عرب شعرا کرام کا تعارف اور ان کی نعتوں کے نمونے مع ترجمہ و تبصرہ۔ قیمت مجلد ۱۰ روپے

فاتحہ کا صحیح طریقہ

اس کتاب میں آسان طریقہ فاتحہ اور ایصال ثواب کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

قیمت ۳ روپے

تاریخ میلاد

مروجہ مجلس میلاد و قیام کی مکمل تاریخ اور مفصل سرگزشت جس میں بتلایا گیا ہے کہ ان کو کس نے کب اور کیوں ایجاد کیا۔

قیمت ۵ روپے

صحبتے با اہل دل

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے مرتب کردہ حضرت مولانا شاہ محمد یعقوب مجددی کے درد و اثر میں ڈوبے ہوئے ملفوظات۔ قیمت مجلد ۹ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے تنویر پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا

قادیانیت

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

جس کا نام سن کر ہی قادیانی گھبرانے لگتے ہیں۔ یہ کتاب ملک کے باہر اور افریقہ کے بعض حصوں میں اس فتنے کے لیے ایک سنگ گراں بلکہ پیام اجل ثابت ہوتی ہے۔ تاریخی ثقاہت، استدلال کی قوت، اسلوب کی متانت اور قلم کی شگفتگی، کتاب کے سارے مباحث میں یکساں طور پر ملتی ہے اور پوری کتاب میں معاندانہ طرز کلام کے بجائے خالص علمی اور تحقیقی طرز اختیار کیا گیا ہے تاکہ قبول حق میں کوئی رکاوٹ نہ ہو سکے۔

قیمت:

انگریزی ایڈیشن

عربی

اردو

مکتبہ دار العلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ